جو لوگ خلیفہ وقت کے فیصلوں کی تعمیل میں لگ جائیں دنیا کی بہتر سے بہتر جزاء اور اُخروی زندگی میں اعلیٰ سے اعلیٰ ثواب انہیں ملے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍اپریل ۱۹۶۸ء۔ غیر مطبوعہ)

☆ جو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پیار اور محبت کا سلوک کرتا ہے۔

☆ مومنوں کا فرض ہے کہ وہ بھی صرف اللہ پر توکل کرنے والے ہوں۔

☆ جو علم خلیفہ وقت کو حاصل ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے، وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔

☆ مشورہ جن سے کرنا ہے وہ خلیفہ کو اختیار دیا گیا ہے اور جن معاملات میں کرنا ہے وہ بھی خلیفہ وقت نے کرنا ہے۔

☆ عزم کرنا اور فیصلہ پر پہنچانا یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے جماعت کا کام نہیں مجلس شوریٰ کا کام نہیں۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ

(اٰل عمران: ۱۵۵)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اٰل عمران: ۱۶۰، ۱۶۱) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قبل اس کے کہ میں آج کے خطبہ کا مضمون شروع کروں میں ربوہ کے مکینوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی بڑے ماہر ڈاکٹر کراچی سے آئے ہوئے ہیں اور وہ مختلف ٹیسٹ وغیرہ کر کے صحت کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں اور بڑا ہی اچھا مشورہ بھی جنہیں ضرورت ہو مشورہ کی، طبی لحاظ سے وہ دیتے ہیں لیکن مجھے رپورٹ ملی ہے کہ اہل ربوہ اس طرف متوجہ نہیں ہو رہے یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحت کو دیکھنے کا اگر کوئی کہیں خرابی ہو تو اس کی تشخیص اور بعد میں اس کے فضل سے اس کے علاج کا سامان مہیا فرمایا ہے۔ قریباً تیرہ سَو ربوہ کے مکین ایسے ہیں جنہیں اس سال اپنی صحت کی چیکنگ کرانی چاہئے یہ ان کے علاوہ ہیں جو گزشتہ سال ان ڈاکٹروں کے سامنے پیش ہوئے تھے تو زیادہ سے زیادہ دوست اس طرف متوجہ ہوں اور پورا تعاون ان ڈاکٹروں سے کریں۔

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو یا تو منافق ہیں یا ایمان کے کمزور ہیں۔ (ایمان کی ہر کمزوری نفاق پر دلالت نہیں کرتی) تو وہ لوگ یا جو پورے منافق ہوں یا جن کے ایمان پر پختگی نہ ہو بلکہ ایمان کی کمزوری ان میں پائی جاتی ہو۔ ان کے متعلق آل عمران کی ۱۵۵ آیت میں یہ

فرمایا ہے۔ ان کا قول نقل کرتے ہوئے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیا اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو اہم امور فیصلہ ہوتے ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عزم کرتے ہیں کہ ایسا ہونا چاہئے اس سلسلہ میں ہمارا بھی کوئی دخل ہے۔؟؟ اور وہ یہ اعتراض کے طور پر اور طعنہ کرتے ہوئے ایسا منہ سے نکالتے ہیں کہ ہم سے مشورہ کے وقت مشورہ نہیں لیا جاتا اور جو مشورہ ہم دیں چاہے ہم نہایت ہی اقلیت میں ہوں وہ سنا نہیں جاتا تو اس صورت میں ہم پر کوئی ذمہ واری نہیں آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے الۡاَمۡرُ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کے اختیار میں اور اس کے تصرف میں ہے۔ اس واسطے تمہارا جواب تو یہ ہے۔ ھَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ کہ کیا ہمارا بھی ان معاملات میں کوئی دخل ہے؟ فرمایا نہیں!!! تمہارا کوئی دخل نہیں!! سب کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اس نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلام کو اس کے دو دوروں میں دنیا پر غالب کرے گا۔ اس کا فیصلہ بہر حال پورا ہوگا وہ جو چاہے گا جس رنگ میں چاہے گا کرے گا کسی کا کوئی حق اس سلسلہ میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا نہ کسی کا کوئی حق ہے کیونکہ اللہ کے خلاف کوئی شخص اپنا حق پیش نہیں کر سکتا جس نے پیدا کیا جس کے احسانوں کے نیچے انسان اس قدر دبا ہوا ہے کہ اس کے ایک ایک دن کے احسانوں کا ساری عمر میں شکر ادا نہیں کر سکتا اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو کے یہ حق جتائے اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ لیکن اَلۡاَمۡرُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ چونکہ ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مومنوں کا بڑا خیال رکھنے والا ان کے احساسات کا بھی اور ان کی تربیت کا بھی۔ اس لئے اے نبی! ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ فَاعۡفُ عَنۡھُمۡ تربیتی کمزوری کے نتیجہ میں ان سے جو غلطیاں سرزد ہو جائیں ان سے درگزر کرو اور وَاسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری کمزوریوں کو دور کرے اور روحانی طاقت انہیں عطا کرے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہترین انعاموں کے وارث ہوں۔

وَشَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ اور ان کے دلوں پر بشاشت پیدا کرنے کے لئے اور دنیا میں ان کی عزت کو قائم کرنے کیلئے الۡاَمۡر میں ان سے مشورہ کیا کرو کام سب خدا نے کرنے تھے۔ فیصلہ سب اللہ تعالیٰ کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے۔ لیکن چونکہ مخلصین ان مشوروں میں شامل ہوتے تھے۔ آج بھی ہم بڑی عزت سے ان کا نام لیتے اور بڑی عزت سے ان کی یاد اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ تو

فرمایا شَاوِرۡهُمۡ فِي الۡاَمۡرِ ۔اسلام کے اہم امور کے متعلق ان میں سے جن سے چاہو جن امور کے متعلق چاہو مشورہ کرلیا کرو۔ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ سب مشورے سننے کے بعد جب کسی نتیجہ پر پہنچو اور پختہ ارادہ کرو کہ یوں ہونا چاہئے اور یوں نہیں ہونا چاہئے تو اس وقت کثرت کی طرف نظر نہ کرو۔ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو اور یقین رکھو کہ حقیقتاً وہی کارساز ہے کیونکہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ہی توکل رکھنے والے ہوگے تو تمہیں بشارت دی جاتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پیار اور محبت کا سلوک کرتا ہے اور مسلمانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡ ۔(آل عمران:۱۶۰) اگر اللہ تعالیٰ کسی کی مدد اور نصرت کرتا ہے اور اسے کامیاب کرنا چاہے تو کوئی طاقت دنیا کی ایسے گروہ اور جماعت کو اور اُمت کو مغلوب نہیں کرسکتی نہ قانون کرسکتا ہے لیکن اگر اللہ مدد چھوڑ دے فَمَنۡ ذَا الَّذِيۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ۔تو کسی کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے تم کوئی کام کروگے اور کامیابی کی امید رکھو گے۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اللہ پر توکل رکھنے والے ہیں اسی طرح آپ کی سنت کی اور آپ کے اسوہ کی اتباع کرتے ہوئے مومنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی صرف اللہ، صرف اللہ پر توکل کرنے والے ہوں۔

شوریٰ کے متعلق یہاں جو تعلیم دی گئی ہے اس کے بعض حصوں کی میں وضاحت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سارے نئے دوست شوریٰ کے نمائندے بن کے آتے ہیں اور بہت سے پُرانے بھی بعض ضروری باتوں کو بھول جاتے ہیں ایسی باتیں ان کے سامنے رکھ کے یاددہانی کرواتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں شَاوِرۡ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے ارشاد فرمایا ہے کہ ان سے مشورہ لیا کرو۔ مشورہ لینے کا حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا آپ کی نیابت میں آپ کے خلفاء کو اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۰ء کی شوریٰ میں یہ فرمایا تھا۔

’’مشورہ لینے کا حق اسلام نے نبی کو اور اس کی نیابت میں خلیفہ کو دیا ہے مگر کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ نبی یا خلیفہ کے سامنے تجاویز پیش کرنے کا حق دوسروں کے لئے رکھا گیا ہے‘‘۔

اسی طرح آپ نے فرمایا:

’’مجلس شوریٰ اپنی ذات میں کوئی حق نہیں رکھتی۔ وہ میرے بلانے پر آتی اور آکر مشورہ دیتی ہے اور ہمیشہ خلیفہ کے بلانے پر آئے گی، اسے مشورہ دے گی وہ اپنی ذات میں کوئی حق

نہیں رکھتی کہ مشورہ دے“۔

توشَاوِرْ کے اوّل مخاطب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی نیابت میں آپ کے خلفاء اس کے مخاطب ہیں تو مشورہ لینے کا حق نبی کو اور نیابت کے طور پر خلیفہ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے پچھلے سال غالباً مجلس شوریٰ میں مَیں نے ایک اور زاویہ نگاہ سے بھی اس پر روشنی ڈالی تھی اور وہ یہ کہ اگر یہ سمجھا جائے کہ جماعت کا حق ہے خلیفہ وقت کا حق نہیں تو جس کا حق ہے اس کا یہ بھی حق ہوتا ہے کہ وہ اپنا حق چھوڑ دے اگر کسی سے زید نے ایک سَو روپیہ لینا ہوتو اسے یہ حق خدا نے بھی اور رسول نے بھی، اخلاق نے بھی، شریعت نے بھی اور ملک کے قانون نے بھی دیا ہے کہ وہ کہے کہ میں اپنا یہ سَو روپیہ وصول نہیں کرتا اگر جماعت کو یا اس کے بعض گروہوں کو یا افراد جماعت کو بحیثیت افراد کے یہ حق دیا جاتا اور یہ ان کا حق تسلیم کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں وہ ہمارا حق ہے ہم اسے استعمال نہیں کرتے ہم خلیفہ وقت کو کوئی مشورہ نہیں دیں گے لیکن اس کے برعکس اگر مشورہ لینے کا حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی نیابت میں آپ کے خلفاء کا ہے تو پھر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب مجھ سے مشورہ مانگا جائے مشورہ کیلئے مجھے بلایا جائے میری مرضی ہے جاؤں مشورہ دوں یا نہ دوں اس لئے کہ یہ حق خلیفہ وقت کا ہے اور جماعت پر یہ حق ہے خلیفہ وقت کا کہ جب جن لوگوں کو جن امور کے متعلق وہ مشورہ کیلئے بلائے وہ اس کے کہنے اور ہدایت کے مطابق اس کے سامنے اپنے مشورہ کو رکھیں۔

شَاوِرْهُمْ ان سے سوال پیدا ہوتا ہے کن سے؟؟؟ تو اس میں بھی هُمْ کے فیصلہ کرنے کا حق خلیفہ وقت کو نبی اکرم کی نیابت میں ہے۔ اور کن سے مشورہ کرنا ہے اور جن سے مشورہ کرنا ہے اگر ان کا انتخاب ہونا ہو تو کس طریق سے ان کا انتخاب ہوگا یہ فیصلہ بھی خلیفہ وقت نے ہی کرنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے اُسوہ میں بھی ہمیں یہی نظر آتا ہے بعض مواقع پر جب مسلمان تھوڑے تھے اور قریباً بہت بھاری اکثریت مدینہ میں بھی رہتی تھی تو اس وقت مسلمانوں کا سوادِ اعظم مدینہ میں رہائش پذیر تھا اس وقت چند سَو جو تھے وہی سوادِ اعظم بن جاتا تھا تو آپ سب کو اکٹھا کر لیتے تھے اور ایک چھوٹی بے تکلف برادری تھی اس میں وہ اکٹھے ہوتے اور آپ کو مشورہ دیتے تھے جو آپ فیصلہ کرتے خدا کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر کے آپ کے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے اور بعض دفعہ آپ نے صرف چند آدمیوں کو بُلا کے بھی مشورہ لیا ہے اور بعض دفعہ دوسروں کو صرف یہ پتہ لگا

بعض قرائن سے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں مشورہ کے لئے روک لئے گئے۔ نہ خود آپ نے اعلان کیا کہ میں نے مشورہ کرنا ہے ایک موقع پر صرف دو آدمیوں کو کہا عشاء کے بعد کہ تم ٹھہرے رہو میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں کیا بات تھی؟ اس کا ہمیں آج تک نہیں پتہ تو مشورہ کا یہ طریق بھی ہوتا ہے۔ توھُم کا یہ فیصلہ کرنا ہاں جب مسلمان سارے عرب میں پھیل گئے تو اس کے بعد سوادِ اعظم سے مشورہ کرنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ساری دنیا میں پھیل گئے۔ آج بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ دنیا کے کونے کونے میں پائی جاتی ہے اور مشورہ کے لئے جماعت احمدیہ کی تمام جماعتوں کو مرکز میں جمع کرنا قریباً ناممکن ہے اس لئے سب کو اکٹھا کر کے تو مشورہ نہیں لیا جا سکتا پھر کن سے مشورہ لیا جائے اور ان کا انتخاب کس رنگ میں ہو؟ یہ کام بھی جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ظاہر ہوتا ہے خلیفہ وقت کا ہے چنانچہ یہ جو آل عمران ہی کی آیت کا ایک حصہ جو پہلے میں نے پڑھا تھا یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ بعض لوگوں کو خاص طور پر مشورہ سے باہر رکھا جاتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ تو بعض ایسے لوگ جن کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ ان میں نفاق پایا جاتا ہے یا یہ دل کے مریض ہیں روحانی طور پر اور معاملہ ایسا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے رکھا نہیں جانا چاہئے تو ان لوگوں کے سامنے وہ معاملہ نہیں رکھتے اور ان کا مشورہ بھی نہیں لیتے تھے گو اگر اس قسم کے امور نہ ہوں تو پھر کھلم کھلا جو منافق ہو بعض دفعہ ان سے بھی مشورہ لے لیا جاتا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا کیونکہ فیصلہ تو بہرحال نبی نے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں خلیفہ نے ہی کرنا ہے توھُم جو کہا گیا ہے اس کا فیصلہ خلیفہ وقت نے کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد بھی یہی ہے بعض لوگوں کو روکا جا سکتا ہے اور ان کی نمائندگی کو ردّ کر دیا جا سکتا ہے آپ شوریٰ کی ایک تقریر میں فرماتے ہیں۔

”جو لوگ لڑاکے اور فسادی ہوں، نمازوں کی پابندی کرنے والے نہ ہوں، جھوٹ بولنے والے ہوں، معاملات میں اچھے نہ ہوں، بلاوجہ ناجائز افتراء اور اعتراض کرنے والے ہوں یا منافق یا کمزور ایمان والے ہوں ان کو بطور نمائندہ انتخاب کرنا جماعت کی جڑ پر تبر رکھنا ہے۔ ہمارے لئے وہی لوگ مبارک ہیں جن کے اندر دین اور تقویٰ ہے خواہ وہ اچھی طرح بول بھی نہ سکتے ہوں“۔

تو بعض دفعہ مقامی جماعت کو علم ہی نہیں ہوتا کہ یہ شخص کس قسم کا ہے اور بڑی دیانتداری کے ساتھ عدم علم کی وجہ سے ایک ایسے شخص کو جو منافق ہوتا ہے حقیقتاً اپنا کوئی عہدیدار منتخب کر لیتے ہیں پریذیڈنٹ یا امیر بنا دیتے ہیں، یا مجلس شوریٰ کا نمائندہ بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ یہ مشورے ہیں خلیفہ وقت کو جس کو کہنے والوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں (کہنے والے نے اتباع نہیں کی بلکہ خلیفہ وقت کا چونکہ وہ نیابت کا مقام ہوتا ہے) جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دیا تھا کہ هُوَ اُذُنٌ تو خلیفہ وقت کو بھی بعض لوگ کہتے رہتے ہیں کہ هُوَ اُذُنٌ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہے تو یہ کان آئیں گی اس کے پاس خبریں ہر مخلص مومن جب سمجھے گا کہ کوئی ضروری بات نبی کو یا اس کی نیابت میں جو خلیفہ ہو خلیفہ وقت کو پہنچانی چاہئے وہ اس کو ضرور پہنچائے گا لیکن خلیفہ وقت ان تمام باتوں کو سننے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے گا جو فیصلہ کرے گا وہ تمہاری بھلائی کا ہوگا تو جو علم اس قسم کے افراد کے متعلق خلیفہ وقت کو ہوتا ہے وہ بعض دفعہ مقامی جماعت کو بھی نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ ایک جماعت نے بہت بھاری اکثریت میں ایک شخص کو اپنا امیر منتخب کر کے یہاں بھیج دیا جب حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مشورہ یہ انتخاب جماعت کا نامنظور ہے کیونکہ یہ شخص جو ہے اس کے اندر ایمانی کمزوری پائی جاتی ہے اس قابل نہیں کہ اس کو امیر بنایا جائے چند ماہ کے بعد ہی وہ شخص بہائی بن گیا اور جماعت کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اس کے اندر کون سا کیڑا لگ چکا ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ تھا تو جو علم خلیفہ وقت کو حاصل ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتا بعض دفعہ پوری جماعت کو بھی نہیں ہوتا خلیفہ وقت کہتا ہے کہ میں اس کے امیر بنائے جانے کی منظوری نہیں دیتا یا میں اسے مجلس مشاورت کا نمائندہ بننے کی اجازت نہیں دیتا کئی لوگ ہوتے ہیں ان کو ویسے بھی شوق ہوتا ہے آگے بڑھنے کا اور اپنے شوق میں وہ بہت ہی معیوب اور نامناسب حرکتیں بھی کر لیتے ہیں اگر مجلس ہے یا ویسے ہی نام آجاتا ہے امیر بھی چیک کرنا پڑتا ہے کہ جس شخص نے یہ لکھا کہ مجھے فلاں جماعت کی مجلس مشاورت کا نمائندہ بنایا ہے اس کے متعلق یہ تسلی کرنی پڑتی ہے کہ وہاں کی جماعت کا اجلاس بھی ہوا؟ اور وہاں یہ معاملہ ان کے سامنے رکھا بھی گیا یا نہیں اور ایک آدھ آدمی ایسا نکل آتا ہے کہ جو اپنے جوش میں یہ سمجھتا ہے کہ جب میں نے ارادہ کر لیا شوریٰ میں جانے کا تو جماعت میرے ساتھ ہی ہے تو قواعد کی پرواہ نہیں کرتا اور خود ہی نمائندہ بن کے آجاتا ہے ایسے لوگوں کے متعلق پوری تسلی کی جاتی ہے لیکن بہر حال انسان

غلطی بھی کرتا ہے لیکن جب پتہ لگ جائے تو نمائندگی سے ہٹا دیا جاتا ہے نمائندگی منظور نہیں کی جاتی تو ھُمْ کا فیصلہ کرنا یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے جماعت کا یا بعض لوگوں کا جو اپنے آپ کو چوہدری سمجھتے ہیں، پھنے خاں بنتے ہیں ان کا یہ کام نہیں۔

فِی الْاَمْرِ مشورہ جن سے کرنا ہے وہ بھی خلیفہ وقت کو اختیار دیا گیا ہے اور جن معاملات میں کرنا ہے وہ بھی خلیفہ وقت نے کرنا ہے کہ الامر سے کیا مراد ہے اور وہ جو پہلے میں نے آیت پڑھی تھی اس کے اس ٹکڑہ سے یہ بھی استدلال ہوتا ہے وہاں دراصل دو استدلال ہوتے ہیں ایک یہ کہ ہم سے مشورہ نہیں لیا جاتا ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کہ جن امور کے متعلق مشورہ لیتا ہے۔ نبی یا خلیفہ وقت اس کی نیابت میں اس کا فیصلہ ہم سے پوچھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ خود کر دیا جاتا ہے کہ اَلْاَمْر کیا ہے؟ اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

> ’’میں نے تجاویز پیش کرنے کا جو طریق رکھا تھا وہ اس خیال سے رکھا تھا کہ تجاویز میرے پاس آئیں گی اور میں ان ہم سے جو مفید سمجھوں گا لے لوں گا مگر اب یہ صورت ہوگئی ہے کہ جس کی تجویز نہ لی جائے وہ سمجھتا ہے کہ اس کا حق مارا گیا‘‘۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۳۰ء)

تو جن اہم امور کے متعلق مشورہ دینا ہے یہ امور ایسے ہونے چاہئیں جن کا تعلق نصوص قرآنیہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادہیں ان کا ان سے تعلق نہ ہو وہ تو ایک قانون ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی اس میں انسان کی بہتری ہے اس رنگ کی جمہوریت جو آج کل مقبول ہو رہی ہے وہ نہ یہ کہ اسلام میں نہیں بلکہ اسلام اسے ناپسند کرتا ہے اور اسلام نے مسلمان کی آزادی قرآن کریم کی شریعت کے احاطہ کو اندر رکھتی ہے اس سے باہر نہیں آج کی جمہوریت کا تو یہ حال ہے کہ انگلستان کی جمہوریت نے ،عوام کے نمائندوں نے یہ قانون پاس کر دیا ہے کہ بداخلاقی جائز ہے اس قسم کی جمہوریت اسلام کیسے پسند کرسکتا ہے؟ اور اگر آج کی جمہوریت کے مطابق اسلام مسلمانوں کو آزادی دیتا تو کسی وقت میں اپنے تنزل کے زمانہ میں مسلمان بھی اس قسم کی باتیں کر لیتے۔ اگر اس قسم کی جمہوریت مسلمانوں میں ہوتی تو اکثریت نے تو کہہ دیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہ زکوٰۃ لینے میں کچھ ڈھیل کر دی جائے مگر خدا کے اس پیارے بندے نے یہ کہا تھا کہ میں تمہارا نائب نہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کا نائب اور خلیفہ ہوں اور آپ کی نیابت میں جو میرے حقوق ہیں وہ حقوق تم سے منواؤں گا اور دین کے معاملہ میں تمہارے کسی مشورہ کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوں کل (تو نہیں مجھے کہنا چاہئے لیکن گزشتہ کل جو گزر چکی تھی) جب اسلام ۱۸ویں صدی میں اپنے تنزل کی انتہائی گہرائیوں میں پڑا ہوا تھا اس وقت جب شاید ننانوے فی صدی یا اس سے بھی زائد مسلمان تارک الصلوٰۃ تھے اگر رائے عامہ کی جاتی تو بھاری اکثریت یہ کہتی کہ زمانہ بدل گیا اب اس قسم کی نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں چلو نمازیں معاف تو اس قسم کی جمہوریت جو ہے اسلام اس کا قائل نہیں اور جب تک خلفاء نبی کے بعد اس کی نیابت میں اسلام کے کاموں کے ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں وہ ان باتوں کے متعلق کسی سے بھی مشورہ نہیں کرتے ہاں جب کوئی الجھن پیدا ہو جائے تو وہ اپنے ربّ کے حضور جھکتے اور اس سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور وہ ہمارا پیارا ربّ ایسے اوقات میں راہنمائی کرتا ہے اور ہدایت کے رستوں کی نشان دہی کرتا ہے تو فِی الۡاَمۡرِ کا فیصلہ کرنا کہ وہ کون سے اہم امور ہیں کہ جن کے متعلق مشورہ لینا ہے یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے اس واسطے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم جو کہتے ہیں ان امور پر مشاورت میں بات ہونی چاہئے مشاورت کے سامنے وہی امر جائے گا جس کی اجازت خلیفہ وقت دے گا اور جس کے متعلق وہ سمجھے گا کہ مجھے جماعت کے اہل الرائے احباب سے مشورہ لینا چاہئے۔

پھر فرمایا فَاِذَا عَزَمۡتَ عزم کرنا اور فیصلے پر پہنچنا یہ بھی خلیفہ وقت کا کام ہے جماعت کا کام نہیں، مجلس شوریٰ کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تو عزم کر لے فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ پھر مسلمانوں کا خیال بھی تو رکھنا ہے ان سے نرمی اور پیار کا سلوک بھی کرنا ہے اور ان کی تربیت بھی کرنی ہے لیکن یہ نہیں دیکھنا کہ ننانوے فی صدی مشورہ دینے والوں کی اکثریت اس میرے فیصلے کے خلاف ہے کبھی کہیں کوئی خرابی پیدا نہ ہو جائے جب دیانتداری سے تم کسی فیصلہ پر پہنچو تو خدا کے سوا کسی اور پر نگاہ نہیں رکھنی فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ کیونکہ اسی میں کامیابی کا راز ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

”مجلس شوریٰ کوئی فیصلہ نہیں کرتی مجلس شوریٰ خلیفہ وقت کے مطالبہ پر اپنا مشورہ پیش کرتی ہے پس مجلس مشورت شَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ کہ تو لوگوں سے مشورہ لے خلیفہ وقت لوگوں سے مشورہ مانگتا ہے اس پر لوگ مشورہ دیتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خلیفہ

وقت فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی بات ہونی چاہئے اور کونسی نہیں‘‘۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم کسی نتیجہ پر پہنچ جاؤ تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور پختہ یقین پر قائم ہوتے اور رہتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے وہی ہماری مدد کرے تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اگر وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دے تو ہم ناکامی کا منہ دیکھیں گے خدا پر توکل رکھتے ہوئے اپنے فیصلہ کو جاری کر دو اور فَاِذَا عَزَمْتَ کے اوقات میں جب خلیفہ وقت اپنے فیصلے کا اعلان کرے مسلمانوں کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (سورۃ محمد:۲۲) کہ جب کسی کام کے کرنے کے متعلق خلیفہ (یہاں عزم جو کہا گیا ہے وہ دوسری جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوائے خلیفہ کے کسی نے عزم نہیں کرنا نبی کے بعد جب خلیفہ) کسی فیصلہ کو پہنچ جائے اور اپنے دل میں پختہ ارادہ کر لے کہ اگر یوں کیا جائے تو جماعت کو روحانی اور جسمانی فائدہ ہے اس لئے یوں کیا جائے گا تو مسلمانوں کا کیا فرض ہے؟ مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ جوانہوں نے اپنے خدا کے ہاتھ پر ہاتھ دے کر خدا اور خلیفہ وقت کے لئے عہد اطاعت باندھا تھا اس کو وہ پورا کریں اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے خلیفہ وقت کے فیصلوں کی تعمیل میں لگ جائیں۔لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ دنیا کی بہتر سے بہتر جزاء اور اُخروی زندگی میں اعلیٰ سے اعلیٰ ثواب انہیں ملے گا۔لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔

جس وقت شوریٰ میں مشورہ کیلئے بلایا جائے تو ایک تو ہر ایک احمدی کا فرض ہے جس کی نمائندگی کی منظوری مل گئی ہو کہ وہ شوریٰ میں آئے۔دوسرے اس پر فرض ہے کہ وہ شوریٰ میں باقاعدگی کے ساتھ بیٹھا رہے۔تیسرا اس کا یہ فرض ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ وہ کارروائی کو سنے اور پھر اس کا یہ فرض ہے کہ وہ پوری دیانتداری کے ساتھ جذبات کی رو میں نہ بہتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرے خواہ الفاظ کے ذریعہ اگر اسے بولنے کا موقعہ ملے اور موقع دیا جائے یا ہاتھ کھڑا کر کے ووٹنگ کے ذریعہ اگر ووٹنگ ہو اور اس کا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ سارا وقت دعاؤں میں مشغول رہے اور اپنے ربّ کے حضور عاجزانہ جھک کر اس سے یہ گزارش کرے کہ اے میرے ربّ! تو جانتا ہے کہ ہم کتنے کمزور ہیں اور تیرے دین کی خاطر تیرے خلیفہ نے بعض مشوروں کے حصول کے لئے ہمیں یہاں بلایا ہے ہمیں یہ توفیق عطا کر کہ ہم کوئی ایسا مشورہ نہ دیں کہ جو تیرے دین کو نقصان پہنچانے والا اور ہمیں تیرے عتاب کا مورد بنانے والا ہو۔

ہر وقت دعا کرتے ہوئے اللہ سے اللہ کا نور حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک نورانی فضا

پیدا کر کے خلیفہ وقت کے سامنے اپنے مشوروں کو رکھیں اور جب کوئی فیصلہ سنا دیا جائے کسی مشورہ کے بعد تو اس پختہ ارادہ کے ساتھ وہاں سے اُٹھیں کہ ہم اپنی پوری طاقت اور پوری توجہ سے اس فیصلہ کی تعمیل ان لوگوں سے کروائیں گے جن کا تعلق اس سے ہو۔

اس طرح جب خلیفہ وقت جماعت کو یا بعض افراد جماعت کو اس لئے بلائے ،صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق کہ اکٹھے ہو اور مشورہ دو کہ تمہاری نمائندگی کون کرے تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس مجلس سے اس لئے اُٹھ کر چلا جائے کہ وہاں کوئی ایسی بات ہوئی ہو جو اس کی طبیعت پر گراں گزری ہو یہ اطاعت سے نکلنا ہے ہمیشہ اس سے بچنا چاہئے اور اگر اس قسم کا قصور ہو جائے تو بڑی استغفار کرنی چاہئے یہ کوئی دنیوی کھیل یا تماشہ یا دنیوی سیاست نہیں ہے ہم سب ساری دنیا کو ناراض کر کے اپنے ربّ کے قدموں پر جھک گئے ہیں اس لئے کہ وہ ہمارا مولیٰ ہم سے خوش ہو جائے اور اس کی رضا کو ہم پا لیں اگر اس کے بعد بھی ہم اس کی طرف پیٹھ پھیر لیں دنیا کی طرف اپنا منہ کر لیں تو ہم سے زیادہ کوئی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی رضا کی جنت ہی میں رکھے اور شیطان کا کوئی وار ہم پر کارگر ثابت نہ ہو۔

☆......☆......☆